ولادت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

مقصد بعثت احمد مجتبیٰ ﷺ

محمد زبیر بہاولپوری
متعلم مرکز التربیۃ الاسلامیۃ

حضورؐ آئے تو سرِّ آفرینش پا گئی دنیا
اندھیروں سے نکل کر روشنی میں آ گئی دنیا
بجھے چہروں کا زنگ اترا سُتے چہروں پہ نور آیا
حضورؐ آئے تو انسانوں کو جینے کا شعور آیا
یتیموں اور ضعیفوں کو پناہیں مل گئیں آخر
حضورؐ آئے تو ذروں کو نگاہیں مل گئیں آخر
محمد مصطفیٰ کا آنا تھا کہ جنت کے دریچے کھل گئے
ابرِ رحمت اس قدر برسا کہ چہرے دھل گئے
جس نے تہذیب و تمدن کو مودب کر دیا
وحشیوں، صحرا نشینوں کو مہذب کر دیا
خرد کی شمع افروزی جنوں کی چارہ فرمائی
زمانے کو اسی اُمّی کے ذریعے سمجھ آئی

آج سے چودہ سو سال پہلے دنیا کی حالت انتہائی بدتر ہو چکی تھی۔ ہر طرف جہالت کا دور دورہ تھا۔ ظلمت و تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ عفت وحیاء اور شرافت جہالت کی تاریکیوں میں سسک رہی تھی۔ انسانیت ضلالت و گمراہی کی تاریکی میں دم توڑ رہی تھی۔ احترام آدمیت کا جذبہ ناپید ہو چکا تھا۔ وحشت و بربریت کی گود میں پروان چڑھنے والے لوگ انسان وحیوان میں کوئی فرق روا نہ رکھتے تھے۔ جرم و گناہ کی وادی میں وہ بجائے نادم و پشیمان ہونے کے شاداں و فرحاں تھے۔ کائنات سے بداعمالیوں سے ظلمت کدہ بنی ہوئی تھی اور کفرو عصیاں کی بجلیاں کوندرہی تھیں۔ غریب مظلومیت کی چکی میں پس رہے تھے۔ یتیموں اور بیواؤں کا کوئی ملجاو ماویٰ نہ تھا۔ عورت محض زینت بازار کیلئے مختص ہو چکی تھی۔ توحید کا کوئی نام لیوا نہ تھا۔ خدائے واحد کا در چھوڑ کر اغیار کے در پہ نیاز جبیں کو جھکایا جاتا تھا۔ عرب و ہندوستان اور روم وایران الغرض تمام روحانی مرکزوں کی مذہبی حرارت سرد ہو چکی تھی۔ زرتشت اور مانی نے جو اخلاق آگ روشن کی تھی وہ یزدان اور اہرمن کا گورکھ دھندا بن کے رہ گئی تھی

عیسائیت جو دنیا کو امن و آشتی اور تجرد ولذائذ دنیوی سے اجتناب کا سبق دینے کیلئے آئی تھی خود جنگ وجدل، سفاکی وخونریزی، عیش و عشرت اور ہوس پرستی کا گہوارہ بن گئی تھی۔ مذہبی پیشواؤں کی خانقاہیں عیش ونشاط کی آماجگاہ بن چکی تھیں۔

ہندو بھی توحید سے نا آشنا، روحانیت و اخلاقیات سے نابلد، غیر انسانی طبقاتی تقسیم یعنی ذات پات کی تفریق میں پھنسے ہوئے تھے۔ مندر کے پجاری بد اخلاقیوں کا پیکر بن چکے تھے۔ دیوداسیوں کی اخلاقی حالت شرمناک حد تک گری ہوئی تھی۔ توہمات پرستی کی وجہ سے سینکڑوں خداؤں حتیٰ کہ عضوِ تناسل تک کی پوجا کی جاتی تھی۔

یہودیت نے تعلیمات موسیٰ کو تحریف کی نذر کر دیا۔ سودخوری کو اپنا پیشہ بنالیا تھا۔ اپنے اوپر رب کے چہیتے اور محبوب ہونے کا لیبل لگا کر اخلاق و مذہب سے بالکل آزاد ہو گئے تھے۔

عربوں کی اخلاقی حالت مذہبی حالت سے بھی زیادہ خراب ہو چکی تھی۔ جنگجوئی، انتقام پسندی، سفاکی اور خونریزی ان کی فطرت میں داخل ہو چکی تھی۔ معمولی معمولی باتوں پر لڑائی چھڑ جاتی تھی جس کا سلسلہ پشتہا پشت تک جاری رہتا تھا۔ اہل عرب نے اپنی نیاز جبیں کو جبل و بحر، حجر و شجر، شمس وقمر کے آگے جھکا کر درسِ توحید اور خدا کی عظمت و ربوبیت کو فراموش کر دیا تھا۔ اکثریت اقوام عرب لکھنے پڑھنے سے بے خبر، علوم سے بے بہرہ، فنون سے عاری، تمدن سے ناواقف، مصالحت اور معافی سے نا آشنا تھیں۔ ان جملہ عیوب کی وجہ سے عرب مذاہب باطلہ اور تخلیات کی برائیوں کا مجموعہ تھا۔ ضعیف الاعتقادی نے صدہا قسم کے اوہام وخرافات وبا کی طرح پھیلا دیئے تھے۔

اس عالم گیر ظلمت میں جب کہ ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی، کہیں نورِ حق کی کوئی کرن نظر نہ آتی تھی، خدا کی مخلوق خدائی تعلیمات اور انسانی اخلاق و شرافت کو بھی فراموش کر چکی تھی اور انسان کی بے قید آزادی اور خود غرضی سے نظام عالم درہم برہم ہو رہا تھا ایسے حالات میں ایک ایسے ہادی برحق کی ضرورت تھی جو بڑھتی ہوئی مخلوق کو راہ راست پر لگائے اور ایک قوم کو نمونہ عمل بنا کر دنیا کے سامنے پیش کر دے۔

یکا یک دعائے خلیلؑ کی بدولت آسمان عالم پر آفتاب و رشدوہدایت کا ظہور ہوا، کفر وضلالت کے دبیز پردے چاک ہوئے، ثواب

وعقاب کی عالمگیر حقیقت نے قلب انسان میں احساس جرم کو بیدار کیا۔ آفتاب ہدایت کی شعاعیں چارسو عالم میں پھیل گئیں۔ بالآخروہ دن آن پہنچا کہ چشم فلک کو مدت سے جس کا انتظار تھا جس کے دیدار کے لئے خلائق کا ہر ذرہ نگاہیں دوڑا رہا تھا۔ انسانیت جس کی جستجو میں تھی وہی دن جو سیدالایام تھا وہی دن تاریخ ہستی کا سب سے اہم ترین دن تھا۔ وہ اقوام عالم میں سب سے عظیم یوم تھا۔ اس روشن روز مردہ دلوں کو زندگی بخشنے والے، ظلمات کو لمعات دینے والے، اقوام عالم کی ناہمواریوں کو تعمیراتی نصب العین سے ہم آغوش کرنے والے، باطل کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں بھٹکنے والی قوم کو صراط مستقیم کا درس پڑھانے والے، سید الاولین والآخرین، اشرف الانبیاء، اطیب الانبیاء، خاتم الانبیاء، امام الانبیاء، شفیع المذنبین، یتیم مکہ کی 9 ربیع الاول سوموار 22 اپریل 571ء بکرمی جیٹھ سمت 628 بکرمی کو وادی مکہ میں ولادت ہوتی ہے۔ جس کا اسم مبارک محمد ﷺ رکھا گیا۔ آپ کی آمد سے ایوان کسرائے نوشیرواں میں سخت زلزلہ آیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے۔ آتش کدہ ایران ٹھنڈا ہوگیا۔ بحیرہ ساوا خشک ہوگیا اور اس کے گرجے منہدم ہوگئے، قصر عیسائیت زمین بوس ہوگیا، یہودیت کی قبا چاک ہوگئی، راہ راست سے بھٹکی ہوئی انسانیت صراط مستقیم پر گامزن ہوئی اور دعوت وتبلیغ کے نور سے انسان کو اپنے خالق کی معرفت اور مخلوق کے حقوق کی پہچان نصیب ہوئی۔ انسانیت علم وحکمت سے آشنا ہوئی، ہرسو کوا کب ھدیٰ جگمگانے لگے۔ ہر طرف خوشیوں کا بسیرا ہے۔ ابولہب نے خوشخبری ملنے پر لونڈی ثوبیہ کو آزاد کردیا۔ ابوطالب نے آپ کی مدح میں قصیدے پڑھے حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ کی صرف نعت کہنے اور خوشیاں منانے سے فلاح وکامیابی اور رضائے الٰہی حاصل ہوسکتی تو ابولہب وابوطالب کبھی بھی جہنم کا ایندھن نہ بنتے کیونکہ

محمد ﷺ کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے
اگر ہو اس میں خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

حقیقی کامیابی اسی وقت حاصل ہوگی جب آپ کی سیرت طیبہ پر عمل کیا جائے۔ آپ کی رشد وہدایت پر گامزن ہونے والے سود خور اور چور حلال رزق کو عبادت سمجھنے لگے۔ ڈاکو، اچکے اور راہزن جان و مال کے نگہبان بن گئے۔ جواری، شرابی اور زانی عزتوں کے محافظ بن گئے۔ قتل و غارت گیری اور جنگ وجدل کرنے والے دوسروں پہ جانیں نچھاور کرنا سعادت سمجھنے لگے۔ مفاد پرستی دوسروں کو ترجیح دینا سیکھ گئے۔ یوں وہ اتفاق واتحاد اور اخوت کا مظہر بن گئے جن سے ملت اسلامیہ کی عظیم جمعیت تیار ہوگئی جنہوں نے سرزمین عرب پر اسلامی سلطنت کا پھریرا لہرادیا پھر دیکھتے ہی دیکھتے مسلمان دنیا کی عظیم الشان سیاسی، تہذیبی، عسکری اور معاشی قوت بن کر دنیا کے سامنے ابھرے۔ جذبہ جہاد سے سرشاری کی وجہ سے پے در پے فتوحات کا دور شروع ہوگیا۔ آپ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے والوں نے یونانی تہذیب وتمدن کو چیلنج کیا، ظلمت کدہ ہند میں اذانیں دیں، مصر کی ہزار سالہ پرانی ثقافت کو پیروں تلے روند ڈالا، سلطنت قیصر وکسریٰ کے پرخچے اڑادیئے، دجلہ و فرات کے پانیوں سے وضو کیا، روم وایراں کی فضا توحیدی نغموں سے گونج اٹھی، آتش کدہ ایراں ٹھنڈا ہوا، بخارا وسمرقند کے پرچموں کو سرنگوں کیا، فرانس اور اٹلی میں اپنی فتح کے جھنڈے گاڑے، یورپ کے دروازوں پر کھڑے ہوکر نعرہ تکبیر بلند کیا، ان کے گھوڑے بحر ظلمات عبور کرنے کو بے تاب تھے، ان کی تلواروں کی دھاک عرب وعجم کے شاہ وگدا پر بیٹھ گئی، اقوام عالم کو جہاں بانی کے نئے انداز سکھائے، سیاست کے نئے گر بتلائے، اخلاق کے نئے راز سمجھائے، سپہ گری اور عسکری نظم ونسق کے نئے نئے زاویئے وا کئے، جرات وشجاعت اور دلیری و بہادری کی داستانیں رقم کیں، جنگ کے نئے اصول وضوابط رائج کئے اور ساری انسانیت کے نجات دہندہ بن کر دنیائے عالم کے افق پر چھا گئے۔

کون نہیں جانتا؟ جب وہ پیادہ ہوتے تو شہسواروں کو مات دے دیتے تھے، خالی پیٹ ہوتے تو شکم سیروں کو آٹے دال کا بھاؤ بتا دیتے، پیوند زدہ پیراہن زیب تن کرکے زرق برق لباس میں ملبوس مخلوق کو ناکوں چنے چبوا دیتے تھے، ان کا ایک ایک فرد مقابل کے سینکڑوں پر بھاری ہوتا تھا، نہ وہ موت سے گھبراتے اور نہ ہی شاہوں کے کروفر سے تھراتے تھے۔ ان کی انتھک سعی اور ان گنت قربانیوں اور اشاعت اسلام میں لازوال و بے مثال کردار کی وجہ سے کامیابیاں ان کا مقدر ٹھہریں، دنیا ان کے قدموں میں ڈھیر ہوگئی اور جنہوں نے اپنی حیات طیبہ میں ہی جنتوں کے سرٹیفکیٹ حاصل کرلئے یوں وہ آخرت میں بھی عدالت عالیہ میں سرخرو ہوگئے۔ اگر ہم بھی اللہ کے حضور سرخرو ہونا چاہتے ہیں، دنیا وآخرت میں فلاح وکامیابی چاہتے ہیں تو آپ کی سیرت طیبہ کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆